اسلام کے خلاف فکری و نظریاتی تحریک استشراق

پروفیسر ڈاکٹر فضل احمد صاحب

صلیبی جنگوں میں دنیائے مغرب کی ناکامی سے نہ صرف یہ کہ یورپ کی مشترکہ عسکری قوت پاش پاش ہوگئی بلکہ یہی شکست اس بات کا زبردست محرک بن گئی کہ جنگی محاذ سے پسپا ہونے کے بعد ذہنی وفکری محاذ پر اسلام اور دنیائے اسلام کو زک پہنچائی جائے اس کی اس سے بہتر کوئی تدبیر نہ تھی، کہ اسلام، اسلامی عقائد، پیغمبر اسلام، اسلامی معاشرہ کو ہدف تنقید بنایا جائے چنانچہ اس کام کے لئے طوفانی جذبہ پہلے سے موجود تھا، پھر لاطینی آبادکار اور مسلم علاقوں سے آئے ہوئے عیسائی اور یہودی، اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں جو کچھ علم و معلومات رکھتے وہ کتنی ہی خام ناکارہ سہی ان کیلئے باہر حال مفید مطلب تھیں، جن کی مدد سے اسلام اور پیغمبر اسلام کی ایک نفرت انگیز، کریہہ المنظر اور بھیانک تصویر پیش کی جاسکتی تھی، اس پورے عرصہ میں بحیثیت مجموعی پیغمبر اسلام کے بارے میں مغرب کے پاس معلومات انتہائی ناقص اور مبہم تھیں اور اس خلاء کو افسانہ طرازی سے پر کیا گیا، اس عہد میں آنحضرت ﷺ کیلئے حد درجہ اہانت آمیز الفاظ استعمال کئے گئے اور بحر عداوت میں اس حد تک گر گئے کہ آپ کیلئے لفظ محمد استعمال کرنے کے بجائے Mahound سے تعبیر کیا گیا جس کے معنی ہیں "شہزادہ تاریکی"

ایک خیال یہ بھی پھیلایا گیا کہ مسلمان کچھ زیادہ ہی بت پرست تھے ان کا مرکز پرستش محمد کا بت تھا،" پھر ایک سے زائد تین بتوں کا افسانہ تراشہ گیا اور یہ انکشاف کیا گیا کہ آنحضرت ﷺ دراصل خود پیرو دین عیسوی تھے لیکن پوپ منتخب نہ ہوسکے تو انتقاماً رومی چرچ سے بغاوت کر کے اسلام ایجاد کیا" نزول وحی کے حوالہ سے یہ افسانہ تراشا گیا کہ محمدؐ نے ایک سفید کبوتر، فاختہ یا قمری کو سدھار رکھا تھا جو ان کے کندھوں پر بیٹھا ان کے کان سے دانے چگا کرتا تھا جن سے ان کے خیال میں یہ آتا تھا کہ فرشتہ ان سے باتیں کرتا اور دوسروں کو یہ تاثر دیتے کہ وحی نازل ہوئی ہے۔(۱)

ان مثالوں سے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ مغربی علماء مستشرقین صدیوں کیسی شدید ناواقفیت کا شکار رہے اور کیسی کیسی خرافاتی روایات کو ان کے بڑے بڑے علماء سیرت وسوانح کے نام پر پھیلاتے

سابق چیئرمین شعبہ قرآن والسنہ جامعہ کراچی

رہے اسلام اور پیغمبر اسلام کی کیسی نفرت انگیز تصویر دنیا کے سامنے پیش کرتے رہے۔

جان آف دمشق:۔ اس قسم کی تصویر کشی میں جن لوگوں نے حصہ لیا ان کے نام بہت ہیں کیونکہ یہاں تفصیل کا موقع نہیں البتہ ان میں سب سے زیادہ قابل ذکر جان آف دمشق ہیں۔ جان کو بازنطینی روایات کا بانی سمجھا جاتا ہے، جان آف دمشق کا زمانہ ۷۰۰تا۷۵۴ء تھا جان بنیادی طور پر ایک مذہبی عالم، مصنف مشرقی کلیسا کا فارغ التحصیل راہب پادری تھا، جان آف دمشق ہی وہ پہلا شخص تھا جس نے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف نفرت اور دشمنی کی آگ بھڑکائی جان اور اس کے پیروؤں نے نعوذ باللہ حضور علیہ السلام کی ذات اقدس پر جنسی وشہوانی الزامات کی بھرمار کر دی اس نے حضورﷺ کو نبی کی حیثیت دینے کے بجائے بنیادی طور پر ملحد، بدعتی، اور (Heratic) گمراہ قرار دیا۔ (نعوذ باللہ)

جان کے بعد آنے والے قرون وسطیٰ کے تمام مصنفین نے بھی جان کا تتبع کرتے ہوئے تصور رسول کو خوب بگاڑا گھسے پٹے الزامات اور چبائے ہوئے نوالوں کو پھر چبایا اس کی وجہ یہ تھی کہ شاید ان کے مآخذ (Sources) کم وبیش یکساں تھے۔

صلیبی جنگوں میں صلیب سرنگوں ہوگئی اور تمام تیاریوں کے باوجود دنیائے اسلام کو زک پہنچانے کا منصوبہ ناکام ہوا۔ تو کمال عیاری سے اسباب، وسائل اور تدبیر وحکمت عملی کو یکسر بدل ڈالا اور گویا ہر فیصلہ کرڈالا کہ جنگ جیتنے کے لئے نئے تیر، نئے ترکش استعمال کئے جائیں گرم جنگ نہ سہی سرد جنگ میں مسلمانوں کو زیر کیا جائے اور یہ سرد جنگ مادی ہتھیاروں سے نہیں علم وتحقیق ''معنوی'' ہتھیارں سے لڑی جائے شائد اسی لئے رائمنڈ لل (Rayemond Lull) نے اہل مغرب کو سب سے پہلے مشرقی علوم کی تحصیل پر آمادہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ ایک پر امن صلیبی جنگ جاری رکھی جائے جس کا اسلحہ خالص روحانی ہو (۲)

دوسری انہیں یہ سہولت بھی حاصل تھی کہ اس زمانے میں مسلمان علم وفن کے دائروں میں جو ترقیاں کررہے تھے، اس کے سبب یونانی علوم وفنون کی سینکڑوں کتابیں ترجمہ کے ذریعہ عربی میں منتقل ہو چکی تھیں اور یوں ان کے آباؤ اجداد کا وہ علمی ورثہ جس سے وہ خود بھی زیادہ واقف نہیں تھے عربی میں منتقل ہو چکا تھا۔ (۳)

سہولتیں صدی عیسوی میں بالآخر وہ مرحلہ آ گیا کہ ایک طرف تو عیسائیوں کے مختلف فرقوں کا اتحاد

ہوا۔سب نے مل کر اسلام کو اپنا واحد مشترک دشمن قرار دیا اور ایک متحدہ رومی کیتھولک چرچ کی بنیاد رکھی گئی،اور دوسری طرف یہ طے کیا گیا کہ اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف جس محاذ پر پہلے صرف عیسائی، یہودی، راہب، پادری، قصہ گو، مناظر، شاعر وغیرہ ڈٹے ہوئے تھے اب ان کی جگہ مغربی دنیا کے وہ عقلاء، فضلاء لیں گے جو کلاہ علمی سے آراستہ ہونگے اور درس وتدریس کی مسندوں پر فائز ہو کر داد تحقیق دیں گے تاکہ ادھر ان کے ان دیکھے جذبات نفرت وعداوت بھی تسکین پائیں اور ادھر علم و تحقیق کے حوالہ سے ان کا رعب ودبدبہ قائم ہو جائے۔

گیلام پوسٹل: چنانچہ یہی ضرورتیں (Guillaume Pastal) گیلام پوسٹل کو سامنے لائیں جو عام طور پر مستشرقین یورپ کا باوا آدم شمار ہوتا ہے۔وہ پہلا اصولی مستشرق تھا جس نے تحریک استشراق کو منظم کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا اور بطور خاص لغت ولسانیات کے ہی مقرر حوالہ سے اس کے لائق وفائق شاگرد جوزف اسکالیجر (Joseph Scalige) نے آگے بڑھایا بہر حال کم وبیش ۴۵ سال کی تیاری کے بعد ۱۵۸۶ء میں عربی مطبوعات کا سلسلہ یورپ میں شروع ہوا جس کا سہرا بڑی حد تک (Duke of Tuscany) کے سر ہے

اوپر کی تفصیل سے دو باتیں واضح طور پر سامنے آتی ہیں:

۱۔یہ سولہویں صدی عیسوی کو ہم باقاعدہ طور پر تحریک استشراق Orientalism کا سر آغاز قرار دے سکتے ہیں یہی وہ دور ہے جب مستشرقین یورپ نے کام کا مربوط ومنظم نقشہ مرتب کیا:

۲۔اس تحریک کی شروعات خالص مسیحی مشنری اور کلیسائی پس منظر سے ہوئی جس کا اثر تاریخ مابعد پر جاری وساری رہا کیونکہ مستشرقین کا خانوادہ چرچ ہی کا پروردہ تھا۔(۴)

مستشرقین اور تحریک استشراق کا دوسرا دور: ۱۹۰۰ء تا ۱۹۲۵ء کا دور تحریک استشراق کا عروج وکمال سے عبارت ہے اس عہد میں تحریک استشراق کو بھرپور فروغ حاصل ہوا مستشرقین کے انداز واطوار اگرچہ بدل گئے تھے تاہم کیفیات وکمیت دونوں اعتبار سے ان کے اخلاف اپنے اسلاف پر بازی لے گئے۔چنانچہ کمیت کا اندازہ تو اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ زیر بحث دور میں مستشرقین کی ایک بہت بڑی تعداد سامنے آئی اس میں ہر قسم کے مستشرقین شامل تھے۔مثلاً، فرانس، اٹلی، انگلستان، آسٹریلیا، جرمنی، ڈنمارک، سویڈن، ہنگری، روس، بلجیئم، چیکوسلواکیہ، فن لینڈ اور امریکہ بھی اس میں شامل تھا(۵)

اور کیفیت کے اعتبار سے مستشرقین نے تالیف وتصنیف کے ڈھیر لگا دیئے ان کے مطالعہ اور تحقیق و تفتیش کا دائرہ بھی محدود نہ رہا بلکہ عقائد اسلام، قرآن، حدیث، فقہ، اجتہاد، عرب اور اہل عرب، ترکوں، عربوں کے تعلقات، اسلام کی اصلیت، اسلامی تہذیب وتمدن اور پیغمبر اسلام کی سیرت و سوانح وغیرہ پر کثرت سے لکھا گیا اور اس دور میں مستشرقین کا معیار تحقیق واستدلال بھی بلند ہوا اور تحقیق وجستجو اور تفتیش میں انہوں نے ایسا کمال دکھایا جو آج بھی باعث حیرت ہے، قدیم عربی مآخذ کی تلاش، مخطوطات اور قلمی نسخوں کی دریافت آثار وانکشافات قدیمہ کا مطالعہ، کتابوں کی تصحیح واشاعت، اسلامی تاریخی مآخذ کی ترتیب وتدوین، فہرستوں، اشاریوں، تبویب، وغیرہ کی تیاری اور اس طرح کی دوسری سرگرمیوں، ان کی محنت وریاضت، علم شناسی اور مشرق نوازی کی روشن دلیل ہیں (۶) بلکہ یہ ان کا مسلمانوں پر احسان ہے کہ ان ہی کی کوششوں کے طفیل بہت سی نادر اور مفقود الخبر کتابیں مسلمانوں تک پھر پہنچیں اور مشہور ومتعارف ہوئیں۔

یہ کہنا درست ہوگا کہ مستشرقین کی اس فکری تبدیلی کی تہ میں نہ تو اخلاص جلوہ گر تھا نہ کدورت اور نفرت پر محبت ومودت کے جذبات غالب آگئے تھے بلکہ درحقیقت حالات کی ستم ظریفی نے انہیں اپنا نکتہ نظر بدلنے پر مجبور کیا تھا اور نہ ان کے اصل مقاصد میں کوئی فرق نہیں آیا تھا، بہرحال اصل وجہ کسی کو بھی قرار دیں واقعہ یہ پیش آیا کہ اس دور میں ان کے یہاں لغویات کم ہوگئیں اور الزامات واتہامات کا دائرہ سمٹ کر محدود ہوگیا، نیز صورتحال نے کلیسا کے طلسم کو توڑ کر ایسے مستشرقین پیدا کردیئے جنہوں نے جرأت سے کام لے کر اپنے بیشتر مستشرقین کی تغلیط کی اور ان کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کو دور کیا (پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانہ سے)

حواشی و حوالہ جات

۱۔ بحوالہ تاریخ حفاظت واصول حدیث ص/ ۱۵۷، نیز دیکھئے ہیکل محمد ص/ ۳۴۔۳۵

۲۔ بارکر ارنسٹ حروب صلیبیہ، ص/ ۸۸

۳۔ ظہور احمد اظہر بذیل عنوان صلیبی جنگیں اردو دائرہ معارف اسلامیہ ص/ ۲۱۹

۴۔ مستشرقین اور تحقیقات اسلامی مکتبہ ملی ۱۹۶۹ء عبدالقدوس ہاشمی

۵۔ نجیب العقیقی، المشتسرقون، دار المعارف مصر۔ ج/ ۱۔۲۔۳

۶۔ سیرت النبیؐ شبلی نعمانی